تاریخ وسیر

جناب عبدالرشید عراقی

برِصغیر پاک وہند میں

علمِ حدیث اور علمائے اہلحدیث کی مساعی

مولانا عبدالحمید سوہدرویؒ (م ۱۳۳۰ھ)

مولانا غلام نبی الربانی کے فرزندِ ارجمند، مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی (م ۱۳۳۴ھ) کے داماد اور جماعت اہلحدیث کے مشہور عالم، واعظ، خطیب اور صحافی مولانا عبدالمجید خادم سوہدرویؒ (م ۱۳۷۹ھ) کے والد ماجد تھے۔

ابتدائی کتابیں اپنے والد مولانا غلام نبی الربانی (م ۱۳۴۸ھ) سے پڑھیں۔ اس کے بعد صحاح ستہ، بشمول موطا امام مالک، مشکوٰۃ المصابیح اُستاذِ پنجاب، مولانا حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی سے پڑھیں۔

وزیرآباد میں تکمیل کے بعد حضرت شیخ الکل میاں سیّد محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حدیث میں سند حاصل کی۔ دہلی میں تکمیلِ تعلیم کے بعد مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (صاحب عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد۔ م ۱۳۲۹ھ) اور علامہ حسین عرب یمانی (م ۱۳۲۷ھ) سے سند و اجازہ حاصل کیا۔

تکمیل کے بعد سوہدرہ تشریف لائے، تو یہاں آپ کے والد بزرگوار نے توحید کی پود لگا رکھی تھی۔ آپ نے اُسے خلوص کے پانی سے سینچا۔

مشغلہ:

تدریس و تذکیر تھا۔ مدرسہ حمیدیہ کے نام سے تعلیم گاہ تھی۔ جس میں باہر کے طلباء بھی مقیم تھے اور صرف، نحو، تفسیر، حدیث پڑھتے تھے۔ مرحوم کے شاگردوں میں مولوی ابوالبشر مراد علی کٹھوڑی سوہدروی، مولوی نظام الدین کٹھوروی (سوہدروی) مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (سوہدروی) مولوی حافظ محمد حیات سوہدروی، اور مولوی عبدالعزیز مرحوم از خونی چک ضلع گجرات

قابلِ ذکر ہیں[1]

تصنیف میں عمدۃ الاحکام (للشیخ الامام تقی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبدالغنی بن عبدالواحد) کا ترجمہ زبدۃ المرام ہے جو چھپ گیا تھا۔ مگر دوبارہ شائع نہ ہونے کی وجہ سے نایاب ہے[2]

عمر بہت تھوڑی پائی۔ ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ مرحوم ہو گئے۔ ۱۳۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۳۰ھ میں دنیا سے سدھارے۔ ۲۰ سال کو ابتدائے عمر کے طبعی مشاغل میں تقسیم کیجئے۔ تو عملی زندگی کے ۵-۶ سال سے زیادہ نہ آئیں گے۔ مہلت ملتی تو دنیا میں نام پیدا کرتے۔

آپ کے صاحبزادہ مولانا عبدالمجید خادم سوہدرویؒ (م ۱۳۷۹ھ) نے حدیث کی خدمت میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ ایک مشہور واعظ، شعلہ بیان مقرر اور خطیب تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایک نامور صحافی اور اعلیٰ پایہ کے مصنف بھی تھے۔ اخبار مسلمان اور جریدہ اہل حدیث کے ایڈیٹر تھے۔ علاوہ ازیں اعلیٰ پایہ کے طبیب بھی تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو کے قریب ہے۔ جن میں سے ۶۰ کے قریب طبی کتابیں ہیں۔

اشاعتِ حدیث کے سلسلہ میں آپ نے حدیث کی تشریح کا سلسلہ شروع کیا۔ اور اس پر آپ نے حدیث کی پہلی کتاب تا چوتھی کتاب لکھیں[3] اس کے علاوہ "انتخاب صحیحین" کے نام سے ایک عربی کتاب کا اُردو میں ترجمہ کیا۔ یہ تمام کتابیں مطبوع ہیں۔ ۱۳۷۹ھ میں سوہدرہ میں انتقال کیا۔

مولانا محمد حسین بٹالویؒ (م ۱۳۳۸ھ) علمائے اہلحدیث میں مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی کا نام محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ بٹالہ ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ اور میاں صاحب کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی۔ تکمیلِ تعلیم کے بعد کچھ عرصہ امرتسر مولانا عبداللہ الغزنویؒ (م ۱۲۹۸ھ) کے مدرسہ میں حضرت مولانا عبدالجبار صاحب غزنویؒ (م ۱۳۳۱ھ) کے ساتھ تدریس بھی فرمائی[4]

اس کے بعد آپ کا قیام زیادہ تر لاہور میں رہا۔ اور مسجد چینیاں والی میں وعظ و درس و تدریس فرماتے رہے۔ جماعت اہل حدیث کی ترویج میں آپ نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ لفظ "وہابی" کو آپ نے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ کرایا۔ اور جماعت اہل حدیث

---

[1] ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات [2] ایضاً ص ۵۱ - [3] ایضاً ص ۱۵ - [4] ایضاً ص ۱۲۳

کے نام کو رائج کرایا[1]

آپ نے "اشاعۃ السنۃ" کے نام سے ایک ماہوار رسالہ، بٹالہ ضلع گورداسپور سے جاری کیا اس رسالہ کے ذریعہ آپ نے مسلک اہل حدیث کی بہت خدمت کی۔ حدیث کی تائید اور منکرین حدیث کو دندان شکن جواب دیئے گئے۔

مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی لکھتے ہیں:

"جماعت اہل حدیث کا سب سے پہلا رسالہ، جس نے کئی سال تک علم دین کی خدمت کی، عیسائیوں کے الزامات کا جواب دیا۔ مرزائے قادیان کی "کفرۃ" کا استیصال کیا"[2]

حدیث کی اشاعت و ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا۔ متعدد مسائل پر بہترین لٹریچر فراہم کیا۔ فتح الباری فی ترجیح صحیح البخاری کے نام سے ایک بہترین کتاب بھی لکھی[3]

مولانا محمد حسین بٹالوی کو جہاں اللہ تعالیٰ نے علم میں وافر حصہ عطا فرمایا تھا، وہاں زہد و تقویٰ میں بھی آپ یگانہ حیثیت کے حامل تھے۔ شب زندہ دار تھے۔ تہجد کی نماز میں فالج گرا۔ اور انتقال فرمایا۔ تاریخ ۲۹ جنوری ۱۹۲۰ء (جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ) ہے۔

مولانا احمد اللہ | شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ، محدث پرتاب گڑھی (م ۱۳۶۸ھ)

محدث پرتاب گڑھی کا شمار مشاہیر علمائے اہل حدیث میں ہوتا ہے۔

آپ کے اساتذہ یہ ہیں:

مولوی پیر محمد۔ مولانا سید محمد امین نصیر آبادی (رائے بریلوی)[2]، مولانا ہدایت اللہ جون پوری[3]، مولانا زین العابدین جون پوری[4]، مولانا لطف الرحمان بردوانی[5]۔ علامہ شیخ حسین یمنی (م ۱۳۲۷ھ)[6] مولانا سلامت اللہ جے راج پوری (م ۱۳۲۲ھ)[7]، مولانا احمد صاحب سندھی تلمیذ ملا عبدالقیوم بڈھانوی[8]، قاضی محمد ایوب بھوپالی تلمیذ ملا عبدالقیوم بڈھانوی[9]، مولانا منیر الدین تلمیذ مولانا محمد حسن کان پوری[10]، مولانا محمد اسحاق منطقی رام پوری[11]، مولانا حافظ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی (م ۱۳۲۰ھ)[12]، مولانا تلطف حسین بہاری[13]، مولانا عبدالرشید رام پوری[14]، مولانا نظام الدین[15]، حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین

[1] سیرۃ ثنائی ص ۲۰۲۔ [2] ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۰۰۔ [3] الحیاۃ بعد المماۃ ص ۳۶۹۔

صاحب محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ)، مولانا محمد بشیر سہسوانی (م ۱۳۲۶ھ)، شیخ محمد بن عبد اللطیف بن ابراہیم بن حسن نجدی محدث، مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) مولانا شیخ قاضی محمد مچھلی شہری (م ۱۳۳۰ھ)[۱]

تکمیل کے بعد درس و تدریس کی طرف توجہ کی۔ اور اپنی ساری عمر خدمتِ حدیث میں بسر کر دی۔ ۲۰ سال تک مدرسہ علی جان دہلی میں تدریس فرمائی۔ اس کے بعد مدرسہ رحمانیہ میں صدر مدرس مقرر ہوئے! آپ سے بے شمار علمائے کرام نے اکتسابِ فیض کیا۔ جن کا استقصاء مشکل ہے۔

اساتذہ میں آپ نے مولانا محمد بشیر سہسوانی سے بہت استفادہ کیا۔ مولانا مرحوم سے آپ کو بہت محبت تھی! مولانا سہسوانی کی مشہور تقریر، جو انہوں نے فرضیۂ خلف الامام پر متواتر ایک مہینہ تک درساً فرمائی تھی، آپ نے کتابی شکل میں "البرہان العجاب فی فرضیۃ خلف الامام" کے نام سے چھپوا کر شائع کی۔ ۱۳۴۸ھ میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

مولانا سید احمد حسن دہلویؒ مؤلف تفسیر احسن التفاسیر (م ۱۳۳۸ھ) آپ کا سن ولادت ۱۲۵۸ھ ہے۔ ۱۱ سال کی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کیا۔ اور ۱۴ سال تک فارسی کی تعلیم حاصل کر لی کہ فارسی عبارت سمجھنے کی استعداد پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اور آپ معہ اپنے والدین کے ریاست پٹیالہ مشرقی پنجاب چلے گئے۔ پٹیالہ میں آپ نے فارسی میں خوب مہارت حاصل کی۔[۲]

علومِ آلیہ کی تحصیل ریاست پٹیالہ سے ریاست ٹونک چلے گئے۔ وہاں کے علماء سے صرف و نحو کی تکمیل کی۔ اس کے بعد دہلی واپس آ گئے۔ اور آپ نے مولانا عبد الغفور بن شیخ عبد اللہ (م ۱۳۳۴ھ) کی معیت میں مولانا محمد حسین خاں تلمیذ حضرت شیخ الکل (م ۱۳۲۰ھ) سے صرف و نحو، منطق، فقہ واصولِ فقہ کی کتابیں پڑھیں۔[۳]

مولانا محمد حسین خاں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا فیض الحسن سہارن پوری (م ۱۸۸۷ء) سے بھی فقہ، اصولِ فقہ اور منطق کی بقیہ کتابوں کے ساتھ تفسیر بھی پڑھی۔[۴]

تفسیر و حدیث کی تکمیل مولانا فیض الحسن سہارن پوری سے آپ نے علی گڑھ میں تعلیم حاصل

۱۔ تراجم علمائے حدیث ہند ص ۱۷۷۔ ۲۔ تفسیر احسن التفاسیر ج ۱ ص ۱۱۔ ۳۔ ایضاً ص ۱۲
۴۔ تراجم علمائے حدیث ہند ص ۱۶۹

کی تھی۔ چنانچہ علی گڑھ سے واپس دہلی آ گئے۔ اور حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے تفسیر و صحاح ستہ کی تکمیل کی۔[1]

علوم شرعیہ میں تکمیل کے بعد طب کی تعلیم بھی حاصل کی۔ طب میں آپ کے استاد حکیم امام الدین صاحب ہیں۔

تکمیل تعلیم کے بعد حضرت شیخ الکل کی خدمت میں کچھ مدت تدریس و فتویٰ نویسی میں مصروف رہے۔ انہی دنوں آپ کی شادی مولانا حافظ ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی مصنف ترجمۃ القرآن (م ۱۳۳۰ھ) کے ہاں ہوئی۔ شادی کے بعد مولانا نذیر احمد صاحب مرحوم نے آپ کو حیدر آباد دکن کے ضلع ناندیر میں ۸ سو روپے مشاہرہ پر ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر لگوا دیا۔ جس پر سالہا سال تک سرفراز رہے۔ اور وہیں سے پنشن پائی۔[2]

تصانیف | ملازمت کے دوران آپ نے اپنا علمی شغف جاری رکھا۔ آپ کی جن تصانیف کا پتہ چل سکا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

تفاسیر قرآن مجید = ۴، شروح احادیث = ۲، اور عقائد پر = ۱، سب سے پہلے ۳ ترجمہ والا قرآن مجید ترجمہ فارسی از شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) ترجمہ از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) از شاہ عبدالقادر (م ۱۲۴۳ھ) لکھا۔ اس پر "احسن الفوائد" کے نام سے بہترین تفسیری حواشی لکھے۔ یہ قرآن مجید پہلے آپ نے طبع کرایا۔ بعد میں دوبارہ ۱۳۴۶ھ میں دہلی سے طبع ہوا۔[3]

اس کے بعد آپ نے تفسیر احسن التفاسیر (اردو)، ۷ جلدوں میں لکھی۔ یہ تفسیر آپ نے بڑی محنت سے مرتب کی جس میں بہت سی تفاسیر کا خلاصہ آسان فہم انداز میں کر دیا گیا۔ یہ تفسیر ۱۳۲۴ھ میں مطبع فاروقی دہلی سے شائع ہوئی۔ ۱۳۷۹ھ میں مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف دام مجدہ، مدیر الاعتصام نے دوبارہ نظر ثانی (تنقیح و تخریج احادیث) کر کے شائع کرنا شروع کی ہے۔ اب تک اس کی ۵ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

---

[1] تراجم علمائے حدیث ہند ص ۱۶۹۔ [2] احسن التفاسیر جلد ۱ ص ۱۲۔ [3] تراجم علمائے حدیث ہند ص ۱۶۹

حدیث پر آپ کی علمی تصانیف حاشیہ بلوغ المرام (عربی) فقہی اور محدثانہ انداز کا جامع حاشیہ متن کے ساتھ کم و بیش ۳۵۰ صفحات پر ۱۳۲۵ھ میں مطبع فاروقی دہلی سے شائع ہوا۔

تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ خدمتِ حدیث میں آپ کا علمی شاہکار ہے۔ محدثانہ طریق پر مشکوٰۃ کا جامع اور بے نظیر حاشیہ ہے۔ اس کی پہلی جلد خود لکھی۔ اس کے بعد اپنی نگرانی میں مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) سے لکھوایا۔

اس کا پہلا ربع ۱۳۲۵ھ میں مطبع انصاری دہلی سے اور دوسرا ربع ۱۳۳۲ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوا (احسن التفاسیر ج ۱ ص ۱۲)۔

دوسرا نصف بغرض اشاعت مطبع مجتبائی دہلی کے پاس محفوظ تھا۔ مگر اس کی اشاعت میں بوجوہ التواء ہوتا گیا۔ تاآنکہ تقسیمِ ہند معرضِ وجود میں آ گئی۔

تقسیمِ ہند کے بعد مطبع مجتبائی دہلی کا سامان دہلی سے کراچی منتقل ہوا تو اس سامان میں یہ مسودہ بھی شامل تھا۔ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف دام مجدہٗ کو اس کا کسی طرح علم ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے کوشش کر کے یہ مسودہ حاصل کیا۔ یہ مسودہ حضرت مولانا شرف الدین صاحب مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور کرم خوردہ ہو چکا تھا۔

مولانا عطاء اللہ صاحب نے سالہا سال محنت کر کے اس کو دوبارہ قابلِ اشاعت بنایا ہے اور اس پر نظرِ ثانی کی ہے۔ اب یہ قابلِ قدر علمی کتاب زیرِ طباعت ہے۔

وفات:۔ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ (مطابق ۹ مارچ ۱۹۲۰ء) ۸۰ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔

ردِّ تقلید اور حدیث کے حجتِ شرعیہ ہونے پر

حجیتِ حدیث

شیخ ناصر الدین البانی کی مایہ ناز کتاب

ضخامت	ترجمہ	قیمت
۸۸ صفحات	حافظ عبدالرشید اظہر	۹ روپے صرف

ناشر ادارہ محدث ۹۹ جے۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور